بعون صانع کن فکان فضل و خلاق زمین و زمان

# مثنوی دافع عذاب

معروف بہ

# گتہ ماست نیاز آئین

بمطبع نامی گرامی منشی نول کشور میں رونق طبع پائی

# سری گنیش آئینہ

زبان پر ست نارائن کا ہے نام
جمال اُسکا تماشا روبرو ہے
جو شے موجود ہے اُس سے ہے پیدا
بیان کیا کر سکے یہ پیکر خاک
جہان کو لازم کا یاد ہے نام
سجل ہے اُس سے کسرت کا دفتر
نکلتے حرف ہیں اُسکے قلم سے
کر منہ سب را ہے وہ بیجاہ
کمیتا انکی جو ہے مشہور آفاق
قلم کو ہاتھ میں تب لیکے فی الفور

کہ جس سے جان کو ہے تن میں آرام
چمن میں گل ہے گل میں رنگ و بو ہے
وہ صانع بھی ہے صنعت میں ہے جو
بجز اسکے کہ ہے وہ ایزد پاک
اسی سے لالتا پرساد ہے نام
وہ ہے سر رشتہ دار نیک اختر
مطابق کلک قدرت کے رقم سے
ہم اُسکے صدق دل سے ہیں ہوا خواہ
نہایت مختصر ہیں چند اوراق
کمیتا لکھنے میں ہم کرنے لگے غور

اُسی کی ہر طرف جلوہ گری ہے
جدا ہے سب سے لیکن ہر جگہ ہے
بہت نزدیک ہے اور دور بھی ہے
بریلی شہر میں اک نامور ہے
لئیق اسکا لقب ہے شاعری میں
یہ طلق چتر گپت آیا جہان میں
سخی ابن السخی ابن السخی ہے
ہوئی جب یہ تمنا دل میں اُنکے
وہ اُردو میں اگر منظوم ہو جائے
بہم ہو کر جوالا اور شنکر

کبیتا نثر ہے لیکن شستری ہے
دوہی سے دور ہے کب ہے کبیتا
نشان بھی ہے نہیں مشہور بھی ہے
رئیس عہد ہے والا گہر ہے
لیاقت کچھ عجب ہے شاعری میں
کسو سمجھا نہ ہندی کی زبان میں
کہ حاتم اسکے در پہ ملتجی ہے
بیان ہوں ست نارائن کے دھیان
زمانہ میں سخن کی دھوم ہو جائے
ہمارا نام آتا ہے زبان پر

امیر اپنا تخلص ہے سخن مین
دسی قوم سکسینہ عیان ہے
مقام انکا بریلی ہے جو مشہور
یہ احمنا تیر تھہ ہے جہان مین
کوئی برت اور تپ ایسا بیان ہے
وہ تم جس بات کے سائل ہیے ہو
یہ موکش ہے شرت جی کہتے ہین یہ حال
پھر سیر عالم فانی کو آئے
جوانی مین کوئی محتاج ہو وے
سو وارض مین کوئی تھا سینہ افگار
کسی کو تھی عزیزون سے جدائی
کوئی برسات مین تھا گھر سے باہر
کسی کو دین سے گمراہ پایا
کوئی محسن کش احسان فراموش
ملازم تھا کوئی آقا کا دشمن
نہین ہوتے تھے حاصل انکے مقصد
کوئی فریاد کرتا تھا شب و روز
یہ حالت دیکھ کر فرزند برہما
سری بھگوان کی خدمت مین جاکر
گئے بیکنٹھ کو نارد مہاراج
بجاتے تھے لب گنگ بیچ جنگل

جگہ ملتی ہے بزم اہل فن مین
بریلی شہر مین اپنا مکان ہے

بیٹا کا نام گنگا دت ہے مشہور
سر اپنا رکھ کے مرشد کے قدم پر

## ادھیا پہلا

کہ جسکی دھوم ہے ہندوستان مین
کہ حاصل جس سے مقصود جہان ہے
کہا نارد سے نارایں نے انکو
گئین سب سلطین نیک افعال
وہان کے لوگ راحت مین بیا ہے
کوئی وحشت سے تنہائی کے بیتاب
بسان ابر دائم دیدۂ زار
کسی کی بند تھی حاجت روائی
کسی پر بند تھی آرام کا در
کسی پر صدمہ جانکاہ پایا
بیان نام حق سے کوئی خاموش
کوئی آقا بھی تھا نوکر سے بدظن
دلون مین جاگزین تھے رنج بیحد
نکلتی تھی کسی کی آہ جانسوز
تھی جنکے دل مین ہے بہت سا
کوئی تدبیر پوچھینگے مقرر
رکھون کیسے اور سون مین ہے جو شنکا
مزاو ہی تھی کسی کا شدر کچھ عجب مین

رکھیشر کس جگہ بیٹھے تھے جو وہان
کیا تب سوت جی نے انکے اوپر
سنانے دیتے ہین تمکو بھی اب ہم
سری آتما کو کسی طرح جہان ہے
غم فرقت مین کوئی مبتلا تھا
ضعیفی مین کسیکو رنج فرزند
نہ حاصل تھی کسیکو راحت تن
پریشان کوئی فکر بے زری مین
کسی کا ہاتھ خالی تھا درم سے
کوئی بدکار کوئی تھا گنہگار
کوئی عورت تھی جدا جان شوہر
جزائے فعل بد سے اپنے وہ لوگ
نظر آیا کوئی زحمت کشیدہ
کوئی بیتاب تھا سیماب کی طرح
یہ سوچے دل مین تکلیف قدم سے
کہ جس سے چھوٹ جائے رنج سے خلق
لباس جوگیانہ زیب تن تھا
بدن تھا انکا روشن دل بھی روشن

کہ جنکے سب ریاضت ہے یہی کہو
امیر اب ادھیا سنار ہو قرار
گنہگارون سے کرتا ہے گریہ و زار
ہوا یہ سوت جی سے انکو معلوم
بہت مرغوب ہے تمکو یہ گفتار
کہ جس سے فائدہ پائیگا عالم
زمین کیا رہ نور د آسمان ہے
کوئی پامال جور دلربا تھا
غم دختر مین کوئی سخت پابند
کسیکو رات دن تھا خوف دشمن
کوئی آوارہ خشکی و تری مین
کوئی نا آشنا راہ کرم سے
کوئی جھوٹی قسم کھانے کو تیار
برادر کوئی خونخوار برادر
طبیعت مین لگا بیٹھے تھے اک روگ
وفور غم سے کوئی آبدیدہ
کوئی تھا ماہی بے آب کی طرح
زمین مخلوق کو ناشاد غم سے
ہمیشہ بہرہ ور ہو رنج سے خلق
درخشان نور سے سارا بدن تھا
ہوئے وہ نور اک جا جلوہ افگن

ملا تھا رنگ حق میں رنگ انکا
نرالا تھا جہان سے ڈھنگ انکا
عجب بیکنٹھ میں دیکھا تماشا
نہ دیکھا تھا زمانہ ایسا کسی جا

روان آب گہر نہروں میں دیکھا
تماشا جلوہ گر نہروں میں دیکھا
کسی جا کہکشان سے چرخ زن تھا
کہیں آب بقا جاری چمن تھا

ہوا ہم صحبت بوئے گل تر
دمکتے تھے تمام تار پرور
خوش و دلکش تھے جھونکے صبا کے
کہ جیسے ہوں کرشمے دلربا کے

نظر آئے جواہر کے مکانات
بجز دن کے نہ تھی جنمیں کبھی رات
در و دیوار میں جلوہ گری تھی
نہ سورج کو مجال ہمسری تھی

یہ عالم دلبروں کی دلبری کا
تصدق جس پہ ہو جوبن پری کا
عجائب زیور و پوشاک انکے
کہ چرچے میں تھے اخلاق انکے

وہاں ہر ایک تھا سولہ برس کا
تقاضا تھا جوانی کی ہوس کا
میسر صحبت دلدار سب کو
حصول بوسہ رخسار سب کو

نہ دلبر سے کوئی آغوش خالی
نہ راحت سے دل پر جوش خالی
خوشی ہر ایک کے دل میں بسی تھی
بدن تازہ طبیعت بھی ہری تھی

تمام فصل گل بارہ مہینے
بندھے ہر بات کے اچھے قرینے
کہیں دیپک گانا ہو رہا تھا
کہیں اچھا بجانا ہو رہا تھا

کہیں غمزوں کرشموں کے اشارے
کہیں چشم تمنا کے نظارے
ورودِ لذتیں ایسی تن پر جب
گیا فخر زند پر تھا خوش ہوا تب

وہاں خورشید اک قندیل سی تھی
حرارت میں نہایت جلوہ گر تھی
ریاضت کا نہیں ہے جنمیں کچھ تو
وہ اڑ جاتے ہیں ان نند کا فو

انھیں مشکل ہے اس در سے نکلنا
بجز اسکے کہ جلنا یا پگھلنا
فقط وان میں شخصوں کا گذر ہے
یہ اظہار نوشت شاستر ہے

وہ جاتا ہے جو مارا جا گرن میں
مقابل ہوکے زخم تیغ تن میں
تیاگ دن و صبر بھی جانے والا
خدا کی جا ہوا کا کھانے والا

نفس کو ناک سے کھینچے جو سر تک
اٹھائے اپنی ناگن کو کمر تک
چڑھانا یام کرکے پھر کرے دھیان
کہ ہو برہم آتما سے جان پہچان

قواعد اسکے پوتھی میں تمام ہیں
کتھا لکھنے میں یان مختصر ہیں
زمانہ میں ہے جوگی نام اسکا
کہ کرنا جوگ کا ہے کام اسکا

یہی ہے صاحب اشغال اذکار
جسے جوگی بنایا ہے اکبار
وہاں پر تیسری جاتی ہے جو ذات
نہایت جسکو ہے شوہر کی محبت

اگر وہ تی ہے جان ہمراہ شوہر
نکل جاتی ہے اس در سے برابر
ستی ناری کہیں ہیں جگ میں خلق
نکل جانے میں اس در کے ہے حق

نکلکر در سے جب اندر ہوئے وہ
تماشا دیکھکر ششدر ہوئے وہ
ہوئی کیفیت تازہ نمودار
بہم سب جی دیکھکر جسکو نہ سوبار

مکان کا وصف لکھوں یا مکیں کا
جہان مشتاق ہے جان آفریں کا
مکان ایسا کہ جسکا رہنے والا
اندھیرے گھر کا دنیا میں اجالا

فدا ہے اس مکان پر خانہ دل
کہاں وہ اور کہاں کاشانہ دل
اگر ہوتی زبان کی طرح ناطق
تو کرتی آنکھ وصف اسکا مطابق

وہ سنگھاسن پہ بیٹھے تھے مہاراج
جھکاتے سر ہیں جنکو صاحب تاج
جمال انکا تصور سے بروں ہے
خیال حسن آپ ایسا دروں ہے

ملا انکا نہ کچھ آغاز و انجام
پریشان تھے جہاں انکا دوام
برنگ بوئے گل محسوس ہیں وہ
کسی قالب سے کب مانوس ہیں وہ

ثمر لاکھ جہان میں چند دیئے
گنہگاروں کا بیڑا کردیا پار
مجسم میں وہی تھا بلکہ شر میں بھی
بیان کرتے ہیں اب ہم صورت انکی

برنگ ابر ہر رنگ تن پاک
بدن میں ہر سراپا زرد پوشاک

## در بیان بخشش

تن خوش رنگ میں دیں چار بازو
مدور خوشنما تب از بازو
جو اک دست انگلیاں میں ہیں تھا ہجی
تو ہر دست دگر سے چکر بالوں

نمایاں دست ثالث میں ہر گرگ
حمائل میں گل نیلوفر تر
ادھر گردن میں نمایا گستب میں
ادھر موتی کا مالا جلوہ انگن

عجب ماہی نما کانوں میں بالے
کہ جیسے انکے عالم سے نرالے
گل نیلوفر احمر ہیں آنکھیں
نمایا صورت ساغر میں ہیں آنکھیں

گنہ بخش و عطا پاش و خطا پوش
سراسر کا دل فیاض میں جوش
قدم انکے لیے تارے نے جا کر
ستایش کی بہت آنسو بہا کر

پھر سے گرد وجود پاک سہ بار
مراتب عجز کے پھر کر کے اظہار
زبان مدح کھولی اسطرح سے
کہ اے خلاق روحی دادار دلور

کرے ذرے کو تو خورشید انور
کرے خورشید کو ذرے سے کمتر
جو تو چاہے تو مارے فیل کو پشہ
گھٹا دے ایک پشہ شیر کا زور

تری قدرت سے ایام خزاں میں
شگفتہ ہوں گل بوستاں میں
بھرے خالی کرے خالی بھرے تو
نہایت خوب ہے جو کچھ کرے تو

تری رحمت سے ہے آباد عالم
وگرنہ ہو تہ بیداد عالم
ہوا کو دی ہے یہ طاقت کہ دم میں
اگر چاہے عالم کو عدم میں

حمایت سے تری محفوظ ہے خلق
خرام باد سے محفوظ ہے خلق
زیادہ حد سے ہوتا باں اگر شمس
جلا دے پیکر جن و بشر شمس

بغیر از علم کیا مقدور اسکا
کہ پہونچائے اذیت ذرہ اسکا
روان ہو کاش آب بحر قلزم
تو لحظہ میں جہاں ہو ڈوب کر گم

نہیں حد سے فزوں ہوتا روان ہو
کہ باندھا تو نے خلاق جہاں کو
تماشا تو نے قدرت کا دکھایا
عدم سے خلق کو ہستی میں لایا

بشر سے کر دیا پیدا اسکو
کیا مضبوط ربط ہر رگ کو
یہ تارو جی کی استت سنکے بھگوان
ہوئے خوش جلد تر دیکھ کو ہان

یہ فرمایا کہ تارو کیا ہے مطلب
بیان مدعا اب کیجیے سب
کہا تب انسے تارو نے مہاراج
گیا تھا عالم فانی کو میں آج

وہاں مخلوق کو غمناک پایا
طبیعت سب کی صد سا گنج
تہا ایسی عبادت کوئی معبود
کہ جس سے رنج و غم ہو جائے نابود

سوال انکا پسند سخن آیا
کہ اسمیں فائدہ عالم کا پایا
کہا اک ست نارائن کا ہے برت
بشر کو دیگا وہ ہر ایک عشرت

عروج ماہ کے ایام میں جب
کمال ماہ کی جب ہو وہ شب
جو اس سے قبل پہلوں میں رہو ہنگا
کریں اس برت کو اہل تمنا

اٹھے جب بستر شب سے سحر کو
جھکائے ڈنڈوت میں اپنے سر کو
خیال صورت معبود کر کے
بیان حاجت و مقصود کر کے

لکھے دل میں کرونگا برت میں آج
براے ست نارائن مہاراج
ہوا یہ ہاتھی سنکلپ کا ذکر
کرے پھر ظاہری سنکلپ کا فکر

کرے پوجا ٹھا کر حسب دستور
غم و اندوہ کو دل سے کرے دور
ملا کر آرد گندم میں سو غن
دیجو وزن ہو جسکا سوا من

[illegible]

نہ آتا میسر تو سوا سیر
نہ گندم تو سے چاول کا آٹا
پھلی کیلے کی اور موسم کا میوہ
شکر اور شیر اور جزرات لائے
دو بارہ غسل کر کے پھر شلیم
کتھا سنکر کرے پرشاد تقسیم
اگر مقدور ہو دعوت کھلائے
سری نارائن کو راضی ہین بھگوان
جدا ہو جو کوئی اپنے صنم سے
جگر مین درد ہو دل مین قلق ہو
خوشی جسکو نہوتی ہو میسر
کسی کا ہو اگر دشمن زبردست
اگر ہو حادثہ ہلاک کسی کو
کسی کو ہو اگر اولاد کا رنج
نہ آتا ہو جسے تحصیل سے علم
غرض ہووے مین سب مقصد میل
کتاب تشریح سنداو جلوہ انگن
نہ کچھ اسکو پیدا تھا نہ روٹی
ملا کھانا نہ اسکو پیٹ بھر کر
نہین غمخوار تھا اسکا کوئی
برہنہ دھوپ مین گور ابدان تھا

کرے جائی مین کرے بریان نہودی
قباحت کچھ نہین وہ بھی ہے اچھا
پسند خاطر عالم کا میوہ
پھر اسمین شہد گنگا جل ملائے
کرے پوجا کے سب کے کام انجام
برابر سبکو دے تاخیر و تقدیم
تب اسکے بعد کھانا آپ کھائے
نہین جسکے رہین اسکے دلین ارمان
چھٹے فی الفور بہت کے الم سے
و فور غم سے جسکا رنگ فق ہو
پھر اک لحظہ رہتا ہو مکدر
کرین نارائن اسکو بے بست
شفا ہو جاے حاصل آدمی کو
تو اسکے دل سے جائے تشویش و پیچ
تو حاصل ہوا تسہیل سے علم
اگرچہ ہوون بہت مشکل سے مشکل
بنارس شہر مین اک تھا برہمن
نہین فرحتی تھی غم سے تن پر لنگی
نہ آتی نیند سو با ایک شب بھر
کرتے افلاس سبب طور بیٹھو
جنیو کے سوا کیا پیرہن تھا

شکر ہو اسقدر جسمین ہو میٹھا
شکر پارے کرے تیار خوب
منگا کے صدق دل سے انگوا کیسا
کرے تلسی کے گل کچھ اسمین شامل
پھر لاکے سب تار ب اور برادر
غذا از نار و ارون کو کھلائے
کرے پھر رتجگا اچھی طرح سے
کرے اس برت کو جس آن زر و
نہ جسکا رنج جاتا ہو کسی دم
طبیعت مین ہو جسکے بیزاری
کرین نارائن اسکا رنج سب دور
اگر ہو جیلخانے مین کوئی قید
جو اندھا ہو تو اسکی آنکھ کھل جائے
نہ کاشتانے مین جسکے ہو کوئی زن
کرے جو کوئی مفلس خواہش زر
سری بھگوان سے نارد نے پوچھا
تجبان بن نام اسکا تھا شتانند
ہمیشہ مانگتا تھا بھیک در در
مگر اسکی ہو عورت پارسا تھی
مزا اسنے جوانی کا نہ پایا
فقط جو ایک عورت تھی گھر مین

کرے اسطور پر جب برت پورا
کہ جسکا ذائقہ ہو سب کو مرغوب
کرے بعد اسکے پنچامرت لیا
یہ پنچامرت ہوا ہی مر دفاعل
گئے ساری کتھا کو دل لگا کر
تو من جسکے جزا خیر پائے
ترانہ ہوا دا اچھی طرح سے
وہ حاصل ہو بشر کو چار سو سے
نہ جسکو چین آتا ہو کسی دم
جو کرتا ہو ہمیشہ آہ و زاری
دکھا دین حالت اصلی کے وہ سکو
تو اسکے چھوٹ جانے کی ہو امید
دوا کو جبل جا فکر کل جائے
ملے محبوب اسکو راحت تن
تو انگر ہو تو انگر ہو تو نگر
کہ پہلے برت یہ کس نے ہو رکھا
زن و فرزند سے تھا گھر مین پابند
سحر سے شام تک پھرتا تھا گھر گھر
فقط اسکی وہی اک آشنا تھی
نتیجہ زندگانی کا نہ پایا
لپیٹا ایک ٹکڑا اسکا تن مین

جو آتا تہا گدائی مین میسر
کہ بن کر ست نارائن برہمن
ترے لب خشک ہین آنکھون مین نم ہی
کہا تنگ معیشت ہی مسلسل
کہ زیور کو ترستی ہی مری زن
ہمیشہ فاقے پہ دھوتی بچھائی
اگر روٹی ملی بھی تو نہین دال
گذرتے ہین بڑی سختی سے ایام
کہا تو ست نارائن کی ہے بول
برہمن بولے منت دل مین ٹھانی
نہین اک روز اگر کچھ نا ملیگا
عائش روز اسکو رزق دہ چند
گدائی مین جو ہم لاتے ہین تو سلے
وہ عورت خوش ہوئی اس گفتگو سے
برہمن کی غرض اس رات کے بعد
رہا پھر وہ کسی شئے کا نہ محتاج
کرون ادھیا کتھا کو مین آغاز
بیان کرتے ہین نارو جی سے بھگوان
کسی دن آگیا ہیزم فروش ایک
دلالی والا پیاسا تھا وہ اکبار
پیا آب حیات اسنے بگوش

وہ کہاتے تھے زن و فرزند ملکر
ہوے اُس برہمن پر مہربان
بتادے کیا تجھے رنج و الم ہی
ہو جس سے شخص خوش تیرا علاج
بہت غمگین ہی اپنی راحت تن
نہ آئی اک میسر چار پائی
ملی گر دال بھی تو ہی نہین تھال
خبر لیتے نہین میری سر آکر
کہ دم مین دینگے سب عقدے ترے کھول
کہا ای دانا سے ہر راز نہانی
تو پھر شام و سحر کہانا ملیگا
طبیعت ہو گئی اکبار خرسند
کتہا کا کام سب انجام کرنے
کہا ہنسکر یہ مرد نیکو سے
ہوا معلوم زور طالع سعد
ہوا مشہور مثل صاحب تاج

## ادھیا دوسرا

رکھون کیسے سوت کی جا بہ نسبت [illegible]
کہ تھا وہ اپنی طینت کا بہت نیک
ہوا اسوقت پانی کا طلبگار
محبت کا طبیعت مین ہوا جوش

وہ اکدن جب گیا بہر گدائی
کہ جو جاتا ہے کسکی جست و جو ہی
یہ سنکر شکل اشک دیدہ تر
نہین جز تا ہی کہانا بھی جو ہی بات
پہ لیجاتا رہا فرزند کا جی
سواری کیا کہ جو تا بھی نہین ہی
جو لقمہ کہاون تو جاتا ہی اچھو
کہا اُسنے یہ نارائن ای مرد
یہ کہکر ہو گئے غائب وہان سے
گدائی مین جو پایا جو تجھے آج
یہ منت مانگ وہ حسب معمول
جب اپنے گھر مین آیا وہ بشکل
کرینگے کل جو نارائن کا ہم برت
کہا جو آپنے بیشک کرونگی
زر سوا فر ہوا حاصل کہین سے
ہوا کچھ اور اسکا کارخانہ
کتھا ہر ماہ سنتا تھا ستانند
جو گھر تھا اس برہمن کا سر راہ
برہمن کے یہان آیا یہان پہ
ملا جب ختم کے وقت اسکو پرساد

ہوا اسپر عجب فضل الٰہی
گل عارض ترا بے رنگ و بو ہی
برہمن گر پڑا اسکے قدم پر
کرون کیا اور اپنا ذکر حاجات
نہ تھی ٹوپی اک اسنے پہنی
کبھی لگی کہین کانٹا کہین کھر
کہ رونے سے نہین خالی ہے چلو
نہین رہنے کا مطلق پیٹ آزردہ
گئے اس جا کو آئے تھے جہان سے
کہا مین کل اٹھا دونگا صدقہ
گدائی مین ہوا مصروف و مشغول
کہا عورت سے ای ماہ دلارام
کریگا دور سب رنج و الم برت
یہی مین آج سے کل تک کرونگی
فلک تک اُٹھے حیرت تھا جسکا زمین سے
کہ حیرت مین رہا سارا زمانہ
کہ عالم حال سے ہو محرم راز
ہوا تھا فیض سے جسکے برومند
کہتا ہوتی تھی اسدن حسب دلخواہ
کتھا اسوقت ہوتی تھی جہان پر
ہمیشہ کو ہوا وہ ذائقہ یاد

تفاوت اسنے پہلے کا جو پایا
برہمن سے وہ لکڑی والا بولا
کہ تھے نان جوین کو آپ محتاج
نظر آتا ہے یہ جاہ و حشم آج

بتادو ہمکو یہ کیا ماجرا ہے
تمھارے دن پھرے شکر خدا ہے
کیا ہمنے جو کچھ ہم کرین اب
غم اپنا دور اے ہمدم کرین اب

برہمن نے شتاب اسکو بتایا
یہ ہمنے ست نارائن سے پایا
کریگا تو بھی برت اسکا جو اے یار
ترا جاتا رہیگا سب یہ ادبار

سنا جب یہ برہمن کی زبانی
وہین پر آ گئی اپنے دل مین ٹھانی
کرینگے ہم ضرور اس برت کو کل
وہ پانی پی کے وہان سے پھر چلا چل

تو پھر ہر روز کی قیمت سے دونا
لگا اُس روز گٹھا لکڑیون کا
کیا برت اسنے جیسا تھا ارادہ
ہوا سامان بہت سے زیادہ

ملی دولت اسے بھی حد افزون
کہ جس سے ہو گئی حالت دگرگون
وہ لکڑی بیچنا چلا گئی کوس
کیا سب بھول در پہ جب بجا کوس

جہان تھا لکڑیون کا سر پہ گٹھا
چمکتا تھا وہان ٹوپی مین پکا
زن و فرزند سے آرام پایا
ہمیشہ عیش کا ہنگام پایا

دکھاؤن ادھیا ثالث کی سنتی
کہ دل سے سب نکل جاوے کدورت

## آدھیا تیسرا

رکھون کہو ست جی نارد کو بھگوان
سنا ہے مین کتھا کرنے مین احسان
کہین تھا ایک راجہ صاحب نور
کہا گنگا کہ ہے جسکا نام مشہور

زمانے مین جہالت نامور تھا
ملک سیرت تھا صورت مین بشر تھا
زن صالح جو تھی اسکے محل مین
وہ دل کی طرح رہتی تھی بغل مین

وہ راجہ ایکدن دریا کنارے
کہ جسکو ست نارائن تھے پیارے
گرو بند حسن کیسے عورت سے اُنکی
کتھا سنتا تھا نارائن کی جی کی

وہان پر بیس کی اک ناو آئی
کتھا کی اسنے جب آواز پائی
اتر آیا وہ کشتی سے زمین پر
امارت کی چمک جسکے جبین پر

لگے تھے موتیون کا ہار جیسے
نہایت خوشنما زنار جیسے
تجارت پیشہ وہ ذی حوصلہ تھا
دل عالی مین اُسکے ولولہ تھا

نہ تھی اولاد اسکے تھا یہی غم
نہ دل سے رنج جاتا تھا کسی دم
اسی غم مین زن اُسکی مبتلا تھی
گرفتار الم صبح و مسا تھی

نہ جسمین پھول پھل ہو وہ شجر کیا
ہوا اولاد جسکے وہ بشر کیا
عیان لیلاوتی نام اُس پری کا
ڈوپٹہ جسکے تن پر تھا زری کا

غرض اُس بیس نے راجہ سے پوچھا
کتھا سننے مین بابا فائدہ کیا
کہا راجہ نے جو جسکا ہو مطلب
کتھا سننے سے ہو جاتا ہے وہ سب

یہ سنکر بیس نے پھر چاہ یہ کی
جو بیٹا کوئی یا پیدا ہو بیٹی
کرونگا برت نارائن کا مین بھی
چڑھاؤنگا وہین سونے کی جھنڈی

وہان سے بیس آیا اپنے گھر کو
بلایا زوجہ رشک قمر کو
ہوئی ہم بستری دونون کی اکبار
درخت آرزو مین آ گیا بار

ہوئی پیدا پھر اُسکے ایک بیٹی
پری سے حور سے تھی وہ اچھی
ہلال آسا وہ بڑھتی تھی شب و روز
بیان کیا کیجیے حسن دل افروز

وہ جسکی قسم ہو جان سے پیاری
نہ سمجھے تا زمان دم شماری
ملک افلاک سے آکر زمین پر
جبین سائی کرین جسکی جبین پر

وہ آنکھیں دیکھ کر کھلجائیں آنکھیں
چھپا لین شرم سے گر نرگس آنکھیں
غضب تھا سرمہ چشم حیا خیز
کیا تیغ نظر کو اور بھی تیز

عجب چہرہ تھا اُس مہ جبین کا
کہا تب بین سے صورت نے اُنگی
کہا جس وقت ہوگی کتخدا یہ
کہ جس طور سے ہو شاستر میں
دیا اسکو بہت سامان جہاں سے جب
طبیعت میں خوشی کا تھا جب جوش
ہوا گھر سے کسی جانب روانہ
پھر اک کشتی میں ہر اک طرح کا مال
وہاں کا چندرکیت اک تاجر تھا
گئے اُس روز اُس تاجر کے گھر جو
وہ پھینکا مال سر رستہ جہاں پہ
وہیں پر پاؤں دھر کشتی پہ بیٹھی
حقیقت میں یہ دونوں بھاگتے تھے
جو مال اونکا تھا وہ بھی کر لیا تھا
نہیں چوروں نے اک تنکا بھی چھوڑا
رہا افسوس کچھ پروا نہ اُنکا
بہت جنکے دشالوں میں پچھے تھے
غم و اندوہ سے اونکا یہ تھا حال
نکلتی تھیں کسی دن منہ سے آہ
نہیں ہمراہ عورت دوسری تھی
کہا تب حسن جبین نے اُنکی

خجل ہو چاند جس سے چودھویں کا
کہتا خوشبو سے تھی جسکی بو بولی
تو ہم کر دینگے جس وقت ادا یہ
ادا کرکے رسم اپنے گھر میں
وہ چیزیں ہیں کہ ہوں نایاب جن
کہا سنا ہوا اسکو فراموش
کہ تجاروں کا ہے یہ کارخانہ
کہ جس سے فائدہ حاصل ہے مال
منور صورت شمس و قمر تھا
چرا کر لے گئے لعل و گہر چور
کہ یہ بے جرم ٹھہرا تھا جہاں پہ
دکھائی سخت ذلت اور خرابی
مگر کچھ مورد قہر خدا تھے
کہ ہے ادبار کو ادبار سے ربط
سوا اسکے کہ جو تھا تن میں جوڑا
کہ جنکو چاند سورج نے نہ دیکھا
عرق میں اُنکے سب کپڑے گئے بھیگ
الگ تھا جگر سینہ تھا غربال
کبھی تنہا کبھی جاتی تھی کوئی بال
فقط سامنہ اسکے اُسکی دختر تھی
زمین پر عاجزی سے سر کو دیا سا

کلاوتی بیاہ سے خستانی کے ہمراہ
وہ مقصد ہو گیا حاصل تھا جو کام
ہوئی جس وقت وہ شادی کے قابل
دیا بیٹی کا اسکے ہاتھ میں ہاتھ
جو تھا حد سے زیادہ اُسکا دل شاد
فراغت ہو گئی شادی سے جس دم
تجارت کے لیے نکلا وہ گھر سے
جہاں ہو رتن سار اک شہر کا نام
گیا یہ جس گھڑی اُسکے شہر میں جب
جو پیچھے اسکے دوڑے نوکر شاہ
وہاں لوگوں نے جب اسباب پایا
وہی حالت ہوئی داماد کی بھی
کیا راجہ نے اُنکو پا بزنجیر
ہوا یہ حال اُنکا جب سفر میں
وہ دونوں عورتیں محتاج ہو کر
کہا آپس تھے حد ہے جنکے در
یہ کہتی تھیں کہ اپنا دم نکلجائے
ادھر تھی اپنے شوہر سے جدائی
کسی دن وہ کلاوتی بیکلا نا ہو
کتھا ہوتی تھی نارائن کی اُس جا
ہوئی خواہش اُسے اُس شکتر کو

پدر نے ظلم کا جب سب لکھوا
ہوا بیٹی سے ٹھنڈا دل جلا
پدر نے ڈھونڈ کر اک مرد عاقل
کیا ہمسر اسکا تراس تھم
نہ تھی ست نارائن کی کچھ یاد
تو پھر وہ شوہر دختر کے باہم
بہت ڈوبے بھنور میں لعل و گوہر سے
جہاں بہتے ہیں جس سا جن خالق
عتاب ست نارائن ہوا جب
تو چوروں نے نہیں پائی کہیں راہ
تو اُس بیرحم کو صادق بنایا
کہ تہمت مال کی ہر دونوں پہ بھی
کہ ثابت ہو گئی چوری کی تقصیر
جہاں چوری ہوئی اک روز گھر میں
گدائی کے لیے پھرتی نہیں گھر گھر
در عالم یہ وہ کھاتی تھیں ٹھوکر
میسر جو غذا ہو بس نکالے
اور ادھر قسمت نے یہ ذلت دکھائی
برہمن کے یہاں پہنچی سر شام
کلاوتی بھی ہوئی واں خوش اخبار
کر دیکھوں جلد تر شوہر پدر کو

وہاں سے آئی گھر کو وہ چھپی جب
گئی تھی اسدم گئی تھی اک پہر شب

کہاں تھی شام سے تو یہ کہا بات
اب آئی گھر کو جب گذری ہے رات

گدائی اور ہو آوارگی اور
ہوئے معلوم مجکو سب یہ طور

نہ رکھے اپنے گھر دختر جوان کو
کہ باندھا کشتی پہ آب روان کو

سکونت تھی جہاں اُن ہمدموں کی
کہ تھا مسکن تھی نارائن کی بہن کی

کنیزک ہوں فقط شوہر کی اپنے
بڑی الفت ہے مجکو گھر کی اپنے

معقید تھے وہ دونوں حسن کے جا
وہاں فرمانروا نے خواب دیکھا

یہ کہتا ہے کہ راجہ یہ مسافر
بڑے تجار تھے اور صاحب زر

شتابی چھوڑ دے اور سیم و زر دے
ہمارے حکم کی تعمیل کر دے

کہا راجہ نے جب مرشد سے یہ جواب
اب ان نے اُسنے دی پھر کے بیتاب

تب انکی بیڑیاں کٹوا کے ان کو
کہا یہ ہوگیا تم پر بڑا جور

بلوا کر جتائی انکو پوشاک
کھلایا پھر طعام افضل و پاک

چلے وہ دونوں پھر اپنے وطن کو
وہیں پر چھوڑ کر رنج و محن کو

تو نارائن نے اُنکو آزمایا
گدائی شکل میں جلوہ دکھایا

وہ بولا اسمین سب پتے جواہر
زبانی حال طلق و سرسے ہیں

ہوا بالکل وہ مال و اسباب پتا
ہوا زر لطف اور کمخواب پتا

قدم کو دستہ شتابی اُس کے آ
سخن کہنے لگے پھر التجا کے

چنے آگے وہاں سے پھر وہ تب آ
متاع وصل جانان کے خریدا

کیا گھر کو روانہ آدمی جا
خبر اُن کی گھر والوں کو دی جلد

خوشی دل میں کلاوت کے سمائی
ہوئی سیتا ستارہ بھول آئی

ہوئی ایسا کہ تیری بھی ... جو
کہ ہے بیٹا نہ کوئی عمر پر خوش

خفا ہو کر کہا لیلاوتی نے
تجھے کھویا تری بے ہودگی نے

نہیں معلوم کیا دل میں ہے تیرے
اوڑے سے تاج میں پیارے ہوش ہیں بے

نصیحت سچ ہے یہ اہل ہنر کی
فقط اچھی ہے بیٹی اپنے گھر کی

کلاوت سنکے یہ گفتار مادر
ہوئی گرم سخن آنسو بہا کر

قسم ہے مجکو مادر تیرے سر کی
کسی جانب نہیں میں نے نظر کی

سنی جسدم کلاوت نے کتھایاں
تو نارائن کی کرپا ہو گئی واں

کوئی اُوڑھے ہو سے پیا پر مرد
کہ اپنی صورت زیبا میں بیفرد

ہے اے بجرم ہے تیرے بہانہ قید
گھر میں آگئے مانند خورشید

و گرنہ تجھ پہ آ جاتی تباہی
ملیگی خاک میں یہ پادشاہی

کہ دونوں قید یوں کیجئے روز جلد
مناسب ہے یہی اب آپ کو جلد

مری غفلت ہے اور میری خطا ہے
تجھے اب تجھسے امید عطا ہے

کیا رخصت سب انکا مال دیکر
دیا اپنی طرف سے اور کچھ زر

سوار کشتی دلچسپ ہو کر
یہ کہتے تھے کہ اب نزدیک ہے گھر

کہا کیا جنس کشتی میں بھری ہے
کہ بخشش کی ہمیشہ جڑ ہری ہے

گدا نے کہد یا سنکر یہاں سے
وہی ہوگا جو نکلا ہے زبان سے

یہ حالت دیکھ کر حیرت میں آئے
لب دریا پہ کشتی کھینچ لائے

ہوا جب عاجزوں کا عجز منظور
تب انکی ہو گئی حالت بدستور

لب دریا تھا انکا شہر آباد
نہایت دیکھ کر اُسکو ہوئے شاد

خبر لیکر وہاں پہونچا جو آدم
کتھا ہوتی تھی انکے گھر میں اسدم

پھڑکتا تھا بدن اسکا خوشی سے
بھرا جو بن میں تن اسکا خوشی سے

کہا مادر نے دختر سے کہ پیاری
ہوئی سب آرزو حاصل تمہاری

وہیں جاتی ہوں میں جمنا کنارے / جہاں ہیں باپ اور شوہر تمھارے
بہت بیتاب ہوں ہجر میں کیونکر / کتھا ہو ختم جب تک تم ہو گھر
یہاں جب قدم مادر کا اٹھا / کتھا سنتے سے دل دختر کا اٹھا
ترستی تھی سپے دیدار شوہر / چلی مادر کے پیچھے وہ سمن بر
[illegible] تعلق [illegible] شوہر / وفور عشق سے سب چھوڑ دی شیرینی
کتھا کا خاتمہ ہونے نہ پایا / نہ اُس دلدار نے پرساد کھایا
خفا اُسدم ہوئے ناراین اُس پر / لگا دریا میں ڈبایا اُسکا شوہر
وہاں جا کر جو دیکھا ماجرا یہ / تو بولی رو کے پھر وہ دلربا یہ
کہا اُسنے کہ مرجانا پڑا اب / پدر مادر کو ہے صدمہ بڑا اب
مجھے کیا میں چلی شوہر کے ہمراہ / فقط ماں باپ کو ہے نالہ و آہ
[illegible] کے شوہر کی وہ دلدار / ہوئی پھر ڈوب جانے کو جو تیار
جب مادر نے سر کو اپنے پیٹا / کہا ناراین اسدم ہو گیا کیا
اُسیدم غیب سے آئی یہ آواز / نہیں واقف ہے تو جو اسمیں ہے راز
کتھا کو چھوڑ کر آئی یہاں یہ / تو اتنا ہو گیا سب رائیگاں یہ
مناسب ہے کہ کھائے جا کے پرساد / ملیگا اُسکو شوہر ہوگی شاد
یہ سُنکر وہ پری پھر گھر میں آئی / تسلی خاطرِ مضطر میں آئی
کیا پرساد ناراین کا جسدم / نظر آیا خوشی کا ایک عالم
کہ وہ شوہر تہِ دریا سے نکلا / کچھ اچھا گوہرِ یکتا سے نکلا
ہوا حاصل نہایت شادمانی / ہوا سرسبز نخلِ نوجوانی
پدر مادر کو بھی جوشِ طرب تھا / خوشی دل میں تبسم زیرِ لب تھا
گئے گھر کو وہ سب ملک و مال لے کے / بہت دلشاد تھے عیشِ جہاں سے
کیا تا عمر نے ناراین کا برت / زمانہ میں یہ نکلا ہے عجب برت
تیسرا ادھیا ہوتا ہے تحریر / ہما سے کلک کو حاصل ہے توقیر

## ادھیا چوتھا

کتھا سن [illegible] ادھر ہی / سکھوں پر سوت کی رحمت ادھر
کیا مذکور تھا اک راجہ جہاں میں / قضا کا تیر تھا جسکی کمان میں
[illegible] شیروں کی شیری / زیادتی تھی دلیروں میں دلیری
گیا صحرا کو بہر صید اک بار / گریزاں ہو گئے شیرانِ خونخوار
[illegible] صید افگن ہوا مرد دلاور / شہا تھی بھی کوئی شہزادہ [illegible]
جہاں تھا اک بیابان کا چراگاہ / وہاں سوداگر اک پہنچ گیا تھا
[illegible] نخل کے سایہ میں جو بیٹھے / کہ جسکے ظاہر و باطن تھے یکساں
بہت سے پھول پھل لا کر فراہم / کتھا سنتے تھے ناراین کی اُسدم
جو سنتا ادھیا آخر یہ اُسنے / تو راجہ سے کیے پرساد لا کے
جو ناواقف تھا بالکل وہ جہاندار / کیا پرساد کے لینے سے انکار
نادانی بھی لاتی ہے خرابی / حماقت بھی دکھاتی ہے خرابی
ہوا وہ دشمنِ ناراین کا مقہور / نہ تھی مجبور تھے دونوں میں سلطنت دور
[illegible] میں تو فرزند انکے / درِ غربت ہوئے سب بند انکے
جو سمجھا ست ناراین کے اسرار / کیا تقصیر کا تب اپنے اقرار
[illegible] حال / میسر ہو گیا سب ملک اور مال
ہے فرزند پیدا اسکے گھر میں / ثمر آیا تمنا کے شجر میں

## مناجات در خاتمۂ کتاب

صلا اس مثنوی کا دیجے آج
جناب ست نارآین مہاراج
رہون محفوظ تکلیف عدو سے
نہ صدمہ ہو رئیس فتنہ جو سے

ملا دو خاک مین دشمن کو میرے
بچا دو خار سے دامن کو میرے
چراغ خانہ کوئی دیجئے اب
ہمارے گھر کو روشن کیجے اب

نہ اسکو باد صرصر سے ضرر ہو
فروغ اسکا سے گھر عمر بھر ہو
مجھے جاہ و حشم حاصل ہون ایسے
رہے پیر بزرگون کو ہین جیسے

رہون خوش ہر برس جیتے رہون مین
وہی فی الفور ہو جو کچھ کہون مین
ہمارے ہاتھ سے ہو کام اچھا
رہے جس سے ہمیشہ نام اچھا

گناہون سے ہے سب پر گنہگاری
کہ ہو روز جزا عزت ہماری
رہین بیکنٹھ مین ہم آپکے پاس
لواحق اپنے ہون اپنے ہی پاس

وہان بھی آپ سے ہمدم رہین ساتھ
ہمارے وہ تو رہینگے ہم رہین ساتھ

**خاتمۃ الطبع** نارائن کی کرپا سے اندنون مین پوتھی ست نارائن جسکا نام دافع عذاب ہے نہایت خوبی اور کمال عمدگی سے چار ادھیاون کتھا کو نظم دلکش اُردو زبان مین سخنور بلند فکر دریاے گیان دھیان کے شناور پرم بھگت منشی جوالا شنکر صاحب اسیر تخلص ساکن بریلی قوم کایستہ سکسینہ نے تصنیف فرمائی بار تیسری حسب خواہش خریداران مقام لکھنو مطبع منشی **نول کشور** مین بماہ چیت سمبت ۱۹۴۱ مطابق ماہ مارچ ۱۸۸۴ء کے حلیہ طبع سے آراستہ ہوئی۔ **مصرع** اسکو نارائن کرے

مقبول ہو ہر دل عزیز